International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp:1083 - 1102

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

عقیدہ ختم نبوت: لغوی وشرعی تفہیم، نقلی وعقلی دلائل، اجماع امت، اور مدعیان نبوت کے شبہات کا تنقیدی جائزہ

Doctrine of Finality of Prophethood: Lexical and Jurisprudential Understanding, Scriptural and Rational Evidences, Consensus of the Ummah, and a Critical Examination of the Doubts Raised by Claimants of Prophethood

*** Syed Iftikhar Ali Gilani**
PhD Scholar International Institute of Islamic Thought and Civilization, International Islamic University, Malaysia, Lecturer Department of Islamic Studies, ISP, Multan, Pakistan.
**** Dr. Tayyaba Razzaq**
Head of Department, Department of Islamic Studies, Emerson University, Multan, Pakistan

Abstract

Allah started the chain of Prophethood from Hazrat Adam A.S and ended up with the Holy Prophet Muhammad (Pbuh) Belief in Khatm-e-Nubuwwat is one of the basic and important articles of faith. From the Holy Prophet time to this day every Muslim has the belief that Muhammad is the last Prophet of God without any doubt. The whole Muslim Ummah has coherence on the belief of Khatm-e-Nubuwwat. Belief in the end of prophethood is the basic belief of Muslims. False prophets have been attacking this belief since the demise of the Holy Prophet (Pbuh). Mirza Ghulam Ahmad Qadiani claimed prophethood in the subcontinent but the scholars declared it to be constitutionally false by practical and academically arguments. They are constantly working to promote and harm the Muslims. Now these Qadiani and anti-Islamic forces have re-established themselves and are targeting the younger generation. The main purpose of this paper is to highlight the important contemporary challenges, to make the new generation aware of this tribulation and to connect them with the Qur'an, Sunnah and Seerat-e- Mubarkah. This researh paper concluded that all the expounders and exegetics have concord on the meanings of Khatm-e-Nubuwwat; there is neither any type of Prophet nor any sort of messenger after Hazrat Muhammad ((Pbuh)). It is also concordat that there is no other interpretation or appropriation in the meanings of the word Khatm-e-Nubuwwat.Similarly, the ummah of the Prophet (Pbuh) is the last ummah.

Keywords: Qur'an, Sunnah and Seerat, Khatm-e-Nubuwwat, Contemporary Challenges, Unity of Muslim Ummah.

تعارف موضوع

جب سے نبی کریم خاتم سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین برحق اسلام کے ساتھ اللہ تعالی کی طرف سے مبعوث ہوئے تب ہی سے تمام کفار کی یہ کوشش رہی ہے کہ اسلام کا نور پھیلنے نہ پائے اور اس سلسلہ میں مختلف انداز سے انہوں نے ہمیشہ سازشیں کیں اور منصوبے بنائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُواْ نُورَ ٱللَّهِ)[1] یعنی کہ یہ کفار چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کے پھونک سے بجھادیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روشنی پوری کرنی ہے چاہے کافروں کو یہ برا لگے۔ یہ معرکہ حق و باطل میں شروع دن سے ہی برپا ہے اور چلتا رہے گا حتی کہ ایک دن پورے عالم کے ایک ایک گھر میں اسلام کا نور داخل ہو گا جیسے کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے۔ کفار نے ہر زمانہ میں اس نور اسلام کو بجھانے کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے اور خطرناک چالیں چلیں مگر اللہ کے فضل سے اور غیور مسلمانوں نے ہمیشہ ہمت و عزیمت سے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے فتنوں کی سرکوبی کی اور اسلام کی سربلندی کے لئے کسی قربانی سے گریز نہیں کیا۔

سینکڑوں سالوں سے برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی حکمرانی قائم تھی آج سے تقریباً اڑھائی سو سال پہلے انگریز تجارت کے لبادہ میں آیا اور اپنے اثرات بڑھانا شروع کئے حتی کہ 1857 عیسوی میں مسلمانوں کی حکمرانی ختم کر کے پورے برصغیر پر قابض ہو گیا۔ انگریز نے چونکہ حکومت مسلمانوں سے لی تھی اس لئے اسے زیادہ خطرہ انہی سے تھا کیونکہ بقیہ مذاہب تو پہلے ہی محکوم تھے لہذا برطانوی سامراج نے منصوبہ بنایا کہ مسلمانوں کا سید الکونین خاتم النبیین حبیب رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واسطہ کسی طریقہ سے ختم کیا جائے یا کمزور کیا جائے اور اس مقصد کے لئے ایسا شخص تیار کیا جائے جس سے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرایا جائے اور مختلف چالوں اور طریقوں سے اس کی عظمت اور تقدس کو مسلمانوں کے دلوں میں بٹھایا جائے۔ پھر اس سے بحثیت نبی ہونے کا اعلان کرایا جائے کہ جہاد منسوخ ہے تاکہ مسلمان انگریزی حکومت کیخلاف بغاوت اور جہاد نہ کر سکیں۔ اور برطانوی استعمار اطمینان سے پورے برصغیر میں بغیر کسی خطرے کے حکمرانی کرتا رہے۔ ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی درازیٔ عمر اور سیاسی استحکام اس وقت تک ناممکن ہے جب تک مسلمانوں میں روح جہاد کارفرما ہے۔[2]

اس منصوبے کو پورا کرنے کے لئے انہیں مرزا غلام احمد قادیانی مل گیا اور اس سے انہوں نے اپنے مذکورہ مقاصد کے لئے بڑے مکر و دجل کے ساتھ کام کیا۔ مرزا قادنی نے تدریجی طور پر پہلے مجدد پھر مہدی پھر مسیح موعود ہونے کے دعوے کئے پھر ظلی و بروزی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد صاف صاف تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ ختم نبوت کا عقیدہ

قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور متواتر احادیث نبویہ اور صحابہ کرام سے لے کر ہر دور کے اجماع سے ثابت ہے منکر قطعاً کافر اور مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

خاتم اور ارباب لغت کی آراء

امام زہری ہروی (م370ھ) بالاتفاق عربی لغت میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں۔ لفظ "ختم" سے متعلق ان کی تصریحات یہ ہیں۔

"والخاتم من اسماء النبی وفی التنزیل ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ای اخرھم "[3]

خاتم (بالکسر) اور خاتم (بالفتح) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی ہیں اور قرآن میں بھی مذکور ہے کہ محمد ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں، یعنی سب سے آخر میں آنے والے ہیں۔

علامہ جوہری (م393ھ) اپنی کتاب "الصحاح" میں رقمطراز ہیں:

خاتمہ اسمیٰ اخرہ ومحمد ﷺ خاتمۃ الانبیاء[4]

کسی چیز کے خاتم کے معنی آخر کے ہوتے ہیں، انہی معنوں میں آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں

علامہ ابن منظور الافریقی ابن سیدہ (م458ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں::

وخاتم کلی شیٔ وخاتمۃ عاقبتہ عاقبتہ واخرہ[5]

اور خاتم یا خاتمہ کے معنی انجام و آخر کے ہیں۔

امام راغب اصفہانی (م502ھ) تحریر کرتے ہیں

وخاتمہ النبیین لانہ ختم النبوت ای تممھا بمجیئہ[6]

آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کو کمال و تمام تک پہنچا دیا ہے۔

ابو البقاء الحسینی (م1094ھ) نے مصطلحات عربیہ پر ایک مستند کتاب لکھی ہے جو "کلیات ابی البقاء" کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں یہ صراحت سے مذکور ہے کہ:

والخاتم اخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین[7]

خاتم کے معنی آخر قوم کے ہیں جیسے مہر، خط کے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ خاتم النبیین کے بھی یہی معنی ہیں

سید مرتضیٰ الزبیدی (م 1205ھ) "شارح قاموس" میں لکھتے ہیں

ومن اسمائہ علیہ السلام الخاتم والخاتم وھو الذی ختم النبوۃ بمجیئہ [8]

ماہرین لغت کے مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبیؐ کے ہیں، جن کے بعد اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

نبوت و رسالت انسان کی سب سے اہم بنیادی و فطری ضرورت ہے۔ جو تخلیق انسان کی ابتدا سے چھٹی صدی عیسوی تک قومی' علاقائی اور دیگر چند بنیادوں پر قائم ہونے والے انسانی معاشرے کی صلاح و فلاح کیلئے الگ الگ انبیاء و رسل کی بعثت کی شکل میں ہوتی رہی۔ پھر جب حکمت الٰہی سے دنیا کے جغرافیائی' تمدنی' مواصلاتی اور ذہنی احوال ایسی صورت اختیار کر گئے کہ پوری دنیا کو ایک ہی مرکز ہدایت سے وابستہ کرنا ممکن ہو گیا اور قیامت تک کیلئے دین اور دین کے سرچشموں "کتاب و سنت" کی حفاظت کے اسباب پیدا ہو گئے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب العالمین نے "خاتم النبین" اور "رحمۃ اللعالمین" بنا کر مبعوث فرمایا اور گویا یہ طے کر دیا گیا کہ قیامت تک آنے والے زمانہ اور پورے کرہ ارض میں بسنے والے جنات اور انسانوں کیلئے صرف یہی ذات اقدس وہ سرچشمہ ہدایت ہے جس سے ان کیلئے ہدایت پھوٹ سکتی ہے جو انسانیت کی رہنمائی کیلئے کافی و وافی ہے۔

دین اسلام میں جس طرح توحید باری تعالیٰ، رسالت اور قیامت کے بنیادی، قطعی اور اصولی عقائد پر ایمان لانا لازمی ہے اسی طرح اس امر پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں اور آپ کی بعثت کے بعد یوم قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی شخص کے لئے باب نبوت کھلا ہے۔ جو شخص ختم نبوت کے اس معنی کا انکار کرے یا تاویل و تحریف کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن کریم، احادیث صحیحہ، اجماع امت اور قیاس کے چاروں اصولوں کی رو سے ثابت اور طے شدہ ہے۔

نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد سب سے پہلے جس فتنہ عظیمہ سے صحابہ کرام کو مقابلہ کرنا پڑا وہ یہی انکار ختم نبوت کا فتنہ تھا اسکے متعلق یہ واقعہ پیش نظر رکھئیے کہ مدعیان نبوت اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب اور ان کے متبعین کلمہ گو اور اسلام کے مدعی تھے۔ وہ توحید کے بھی مقر تھے اور رسالت محمدیہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی، مگر صحابہ کرام کی پوری جماعت نے اجتماعی طور پر انہیں خارج از اسلام اور مرتد قرار دیا اور اس وقت تک نہ چین لیا جب تک کہ اس مرتد گروہ کا قلع قمع نہ کر دیا۔ صحابہ کرام جنہوں نے براہ راست معلم اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے دین کی تعلیم اور اس کا فہم حاصل کیا تھا ہمارے لئے نمونہ ہے، ان کا یہ طرز عمل ایک طرف تو اس حقیقت کو اور زیادہ روشن کر دیتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں داخل اور اس کا بہت ہی اہم جزو ہے جس کی حفاظت کرنا بہت ہی اہم فریضہ ہے، اور دوسری طرف یہ بھی بتارہا ہے کہ اسکے منکرین کو قطعی طور پر خارج از اسلام قرار دیا جائے گا اور اس سلسلہ میں کسی تاویل و توجیہ کو قابل سماعت نہ سمجھا جائے گا۔

قرآن مجید اور عقیدہ ختم نبوت

یوں تو پورا قرآن مجید ختم نبوت کی دلیل ہے کیونکہ قیامت تک کے لئے امت مسلمہ کو فلاح کی یہی ضمانت دی گئی ہے کہ قرآن پر ایمان لائیں۔ اگر رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد کسی اور شخص کی بعثت متوقع ہوتی تو لازمی تھا کہ اس پر وحی رحمانی بھی نازل ہوتی تو پھر نجات کے لئے اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہوتا۔[9]

ختم نبوت: نقلی و عقلی دلائل

اللہ عزوجل نے جن وانس کی ہدایت و رہنمائی کیلئے جس سلسلہ نبوت و رسالت کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا قرآن وسنت کے قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ اسی کو ختم نبوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے کہ جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں۔ عہد نبوت سے لے کر موجودہ دور تک ہر مسلمان یہ ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔ گویا یہ مسئلہ صریح آیات قرآنی' احادیث متواترہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔ سطور ذیل میں ختم نبوت کے نقلی و عقلی دلائل پیش کئے جارہے ہیں۔ اس ضمن میں ارباب تفسیر کی رائیں بطور خاص نقل کی جائیں گی۔ تاکہ زیر نظر مسئلہ سے متعلق تفسیری ادب سے واقفیت ہو جائے۔

حصہ اوّل:۔ ختم نبوت کے نقلی دلائل

نقلی دلائل کے ضمن میں قرآنی آیات' احادیث مبارکہ' اجماع اُمت' ائمہ لغت کی آراء اور مفسرین کے اقوال کا تذکرہ کیا جائے گا۔

ا۔ قرآن دلائل

مسئلہ ختم نبوت پر قرآن کریم کی متعدد آیات دلالت کناں ہیں۔ محقق علماء کے نزدیک ایک صد کے قریب آیات صراحتاً یا اشارۃً یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ ذیل میں چند آیات اور ان کی تفسیر میں علماء کے اقوال درج کئے جاتے ہیں۔

پہلی دلیل:۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

ماکان محمد اابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ وکان اللہ بکل شی ءعلیما[10]

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

خاتم النبیین: مفسرین کی آراء اور تفسیری تشریحات

خاتم النبیین کی تفسیر اور مفسرین کرام ارباب لغت کی طرح ائمہ تفسیر نے بھی خاتم النبیین کی تفسیر میں یہی تصریح کی ہے۔ چند معروف علمائے تفسیر کے اقوال ملاحظہ ہوں:

امام المفسرین علامہ ابن جریر طبریؒ (م310ھ) لکھتے ہیں

وَلَكِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، الَّذِي خَتَمَ النُّبُوَّةَ فَطَبَعَ عَلَيْهَا، فَلَا تُفْتَحُ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ... واختلفت القراء فی قراۃ قولہ و خاتم النبیین فقرا ذلک قراء الامصار سوی الحسن وعاصم بکسر التاء من خاتم النبیین... وقراء ذلک فیما یذکرا الحسن وعاصم خاتم النبیین بفتح التاء بمعنی انہ اخر النبیین[11]

مگر وہ اللہ کا رسول ہے اور خاتم النبیین ہے۔ یعنی جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی کہ اس کے بعد قیامت تک وہ کسی کے لئے نہ کھلے گی... اور لفظ خاتم النبیین کی قرأت میں قاریوں کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔ حسن اور عاصم کے سوا تمام ممالک کے قاریوں نے اس کو خاتم النبیین بالکسر پڑھا ہے اس معنی میں رسول اللہ ﷺ نے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگا دی... اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ عاصم نے اس کو خاتم النبیین بالفتح پڑھا ہے اس معنی میں نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔

محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود البغوی (م510ھ) رقمطراز ہیں

ختم اللہ بہ النبوۃ فھو خاتمھم... وتروی عن ابن عباس ان اللہ تعالیٰ حکم ان لا نبی بعدہ[12]

اللہ نے آپ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا پس آپ انبیاء کے خاتم ہیں... اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

علامہ جار اللہ زمخشری (م538ھ) تحریر کرتے ہیں

فان قلت کیف کان اخر الانبیاء وعیسیٰ ینزل فی اخر الزمان قلت معنیٰ کونہ اخر الانبیاء انہ لا ینبا احد بعدہ وعیسیٰ ممن نبی قبلہ و حین ینزل ینزل عاملا شریعۃ محمد مصلیا الی قبلۃ کانہ بعض امتم[13]

اگر تم کہو کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے جبکہ عیسیٰ آخری زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ ان

لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیؐ پر عمل کرنے والے اور آپؐ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے بن کر نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپؐ کی امت کے ایک فرد ہیں۔

علامہ آلوسی بغدادیؒ (م1270ھ) لکھتے ہیں

والمراد بالنبی ماھوا اعم من الرسول فیلزم من کونہ ﷺ خاتم النبیین کونہ خاتم المرسلین والمراد یکونہ علیہ السلام خاتمھم انقطاع حدوث وصف النبوۃ احد من الثقلین بعد تحلیہ علیہ السلام بھا فی ھذہ النشاۃ[14]

لفظ نبی بہ سنت رسول کے عام ہے لہذا رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے لازم آتا ہے کہ آپؐ خاتم المرسلین بھی ہوں اور ان کے خاتم ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس زندگی میں نبی کریم ﷺ کے نبوت سے آراستہ ہو جانے کے بعد اب جن و انس میں سے کسی شخص کے اندر از سر نو وصف نبوت پیدا نہ ہو گا۔

دوسری دلیل

ارشاد باری تعالیٰ ہے

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا[15]

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

خاتم النبیین: مفسرین کے نظریات اور تفسیری وضاحتیں

امام ابن کثیرؒ اس آیت کریمہ سے ختم نبوت پر استدلال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

هذه أكبر نعم الله تعالى عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ حَيْثُ أَكْمَلَ تَعَالَى لَهُمْ دِينَهُمْ، فَلَا يَحْتَاجُونَ إِلَى دِينِ غَيْرِهِ، وَلَا إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عليه، ولهذا جعله الله تعالى خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ وَبَعَثَهُ إِلَى الْإِنْسِ وَالْجِنِّ[16]

یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے لئے دین کو کامل فرمایا، لہذا امت محمدیہ نہ اور کسی دین کی محتاج ہے، نہ کسی نبی کی اور اسی لئے اللہ عزوجل نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین بنایا اور تمام جن و بشر کی طرف مبعوث فرمایا۔

پیر کرم شاہ صاحب ازہری (م1998ء) اسی نکتے کو ان الفاظ میں اجاگر کرتے ہیں

یہ آیت حضور نبی کریم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے، کیونکہ جب دین مکمل ہو چکا، اس کے احکام میں ردوبدل کی گنجائش نہ رہی تو پھر کسی دوسرے نبی کے آنے کی بھی ضرورت نہ رہی۔[17]

ختم نبوت: سنت سے دلائل و ثبوت

بے شمار احادیث میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ علماء نے صراحت کی ہے کہ ختم نبوت کی احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ حافظ ابن حزمؒ لکھتے ہیں

وقد صح عن رسول اللہ بنقل الکوف التی بنونہ وأعلامہ وکتابہ أنہ اخبر لا نبی بعدہ[18]

وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی کتاب (قرآن کریم) کو نقل کیا ہے، ان سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

مفسر ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

وبذلک وردت الأحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ ﷺ من حدیث جماعۃ من الصحابۃ[19]

ختم نبوت پر رسول مکرم ﷺ کی متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں، جن کو صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے۔

اس باب میں چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

پہلی حدیث

رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

کان بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء[20]

بنی اسرائیل کا حال یہ تھا کہ ان کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے، جب کوئی نبی مر جاتا تو دوسرا نبی اس کی جانشینی کرتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے بلکہ خلفاء ہوں گے۔

دوسری حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (إن مثلي مثل الأنبياء من قبلي، كمثل رجل بنى بيتا، فأحسنه وأجمله إلا موضع لبنة من زاوية، فجعل الناس يطوفون به، ويعجبون له ويقولون: هلا وضعت هذه اللبنة؟ قال: فأنا اللبنة، وأنا خاتم النبيين)[21]

میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائے مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس اینٹ کی جگہ پر کیوں نہ کر دی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

تیسری حدیث

ارشاد نبوی ﷺ

مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع و مختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔ رعب کے ذریعہ سے میری نصرت فرمائی گئی۔ میرے لئے غنیمت کو حلال کیا گیا۔ میرے لئے زمین کو مسجد بھی بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی (یعنی وضو کی جگہ تیمم جائز کیا) مجھے تمام دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ سے انبیاء کے سلسلے پر مہر لگا دی گئی۔[22]

چوتھی حدیث

جناب رسالت مآب ﷺ کا فرمان ذی شان ہے

ان الرسالہ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی[23]

رسالت اور نبوت کا سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے۔ میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول۔

پانچویں حدیث

سرور گرامی ﷺ کا ارشاد ہے

انا محمد، وانا محمد، وانا ماحی الذین یمحی بی الکفر ونا الحشر الذی یحشر الناس علیٰ عقبی وانا العاقب، والعاقب الذی لیس بعدہ نبی[24]

میں محمد ہوں، محمد احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر کو محو کیا جائے گا، میں حاشر ہوں کہ میرے بعد حشر برپا ہو گا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

درج بالا تمام احادیث سے یہ امر نکھر کر نظر و بصر کے سامنے آجاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی نئے نبی کی آمد کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اور قیامت تک آپ ﷺ ہی کی نبوت کا سکہ چلے گا۔

ختم نبوت کے عقلی دلائل

عقیدہ ختم نبوت کے نقلی دلائل کے بیان کے بعد اب اس باب میں عقلی دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ (م 1979ء) نے اس حوالے سے بڑی نفیس بحث فرمائی ہے، جو عقلی پہلو سے ختم نبوت پر فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے، اب نبی کریم کی آخر ضرورت کیا ہے؟ کے زیر عنوان مولانا تحریر فرماتے ہیں، قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں۔

اول یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو، یا اس میں تحریف ہو گئی ہو، اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی اور تکمیل دین کے لئے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔

اب ظاہر یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی کریم ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔ قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپؐ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء علیہم السلام آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث و سیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ و تحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا۔ جو کتاب آپ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی بھی کمی و بیشی آج تک نہیں ہوئی، نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جو ہدایت آپؐ نے اپنے قول و عمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپؐ کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لئے دوسری ضرورت بھی ختم ہو گئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ذریعے دین کی تکمیل کر دی گئی۔ لہٰذا تکمیل دین کے لئے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔ اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت تو اگر اس کے لئے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضور

اکرم ﷺ کے زمانے میں آپؐ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہو گئی۔ اب ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پانچویں وجہ کونسی ہے جس کے لئے آپؐ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو؟ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے اس لئے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے، تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اس کام کے لئے وہ آئے؟ نبی اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لئے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لئے، یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لئے۔ قرآن وسنت محمد ﷺ کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ہو چکی ہیں، تو اب اصلاح کے لئے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاءؑ کی۔

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر وایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہو گا۔ جو اس کو مانیں گے وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت ہوں گے۔ ان دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہو گا بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہو گا جو انہیں اس وقت جمع نہ ہونے دے گا۔ جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے پھر ان کے لئے عملاً بھی ہدایت اور قانون کا ماخذ الگ الگ ہوں گے، کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہو گا۔ اس بنا پر ایک مشترکہ معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو گا۔

ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لئے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے ایسے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو۔ اب جو شخص بھی محمد ﷺ کو اپنا ہادی ورہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے ہر وقت ہو سکتا ہے یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لئے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ "ظلی" ہو یا "بروزی" امتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب، بہر حال جو شخص نبی ہو گا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہو گا، اس کے آنے کا لازمی نتیجہ

یہی ہو گا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جبکہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ مگر جب اس کے آنے کی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خوامخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی اسی کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہیے۔[25]

پیر کرم شاہ صاحب ازہریؒ ختم نبوت کی عقلی دلیل دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

> قدرت کے کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت جملہ اقوام عالم کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے، جب حضور اکرم ﷺ پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس موجود ہے، جب سرور عالم ﷺ کی سنت مبارکہ اپنی.......... نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا فائدہ کیا ہے اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے۔ آفتاب محمدی طلوع ہو چکا ہے۔ عالم کا گوشہ اس کی کرنوں سے روشن ہو رہا ہے تو پھر دن کے اجالے میں کسی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں ہے۔[26]

پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں

> انبیاء کی بعثت کا مقصد صرف یہی تھا کہ انسان ہدایت پائے۔ جب یہ مقصد حاصل ہو گیا تو اب عقلی طور پر بعثت انبیاء کا سلسلہ بند ہو جانا چاہیے تھا، چنانچہ اسی لئے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرما دیا کہ اب نہ قرآن مجید کے بعد کوئی ہدایت نازل ہو گی اور نہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا۔[27]

اجماع امت

جیسا کہ سطور بالا میں بیان ہوا، ختم نبوت کا عقیدہ، اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے اور اس میں کبھی بھی اہل اسلام کا اختلاف نہیں ہوا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے بقول اسلامی تاریخ کا پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا تھا: وہ لکھتے ہیں

واول اجماع کہ دریں امت منعقد شدہ اجماع بر قتل سلیمہ کذاب بودہ کہ بسبب دعویٔ نبوت بود، شنائع دگر و صحابہؓ را بعد قتل معلوم شدہ، چنانکہ ابن خلدن اوردہ سپس اجماع بلافصل قرناً بعد قرن بر کفر و ارتداد و قتل مدعی نبوت مائدہ[28]

سب سے پہلے اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ ہے۔ اس کے بعد قرناً بعد قرن مدعی نبوت کے کفر و ارتداد اور قتل پر ہمیشہ اجمالا بلا فعل رہا ہے۔

بے شمار علمائے عقیدہ ختم نبوت پر اجماع کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ختم نبوت کے بارے میں شبہات: مدعیان نبوت کا استرداد

ختم نبوت پر شبہات پیدا کرنے والی سب سے بڑی بیماری منصب نبوت سے بے خبری اور جہالت ہے۔ نئے نبی کی تلاش کرنے والوں کی کوتاہ بینی اور پست نظری اس مرتبہ بلند کو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے جو حق تعالیٰ جل شانہ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے انہیں یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہر وہ شخص جو ان کی دانست میں سوسائٹی کی اصلاح کیلئے کوشاں ہو اور اپنے ذہن کی بلندی یا کردار کی خصوصیات کی وجہ سے معاصرین میں ایک ممتاز درجہ حاصل کرے منصب نبوت کا اہل ہو سکتا ہے۔ حالانکہ صرف اصلاحی کام ہی نہیں بلکہ انقلابی کام بھی اس منصب عظیم کی اہلیت وصلاحیت سے ادنیٰ تعلق بھی نہیں رکھتا ہے۔ نبوت نہ تو محض فکر مندی کا نام ہے نہ عملی صلاحیتوں کا۔ بے شک انبیاء علیہم السلام ذہن و فکر کے لحاظ سے ساری دنیا سے ممتاز ہوتے ہیں اور اخلاق و کردار نیز عملی صلاحیتوں اور استعداد کے اعتبار سے ان کے کاخ بلند تک عوام کا طاہر خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔ مگر یہ مرتبہ عظمی ذہن و فکر یا علم و عمل کی بلند پروازی سے بہت بلند اور ان کی دسترس سے باہر ہے۔ یہ ایک وہبی مرتبہ اور انتخابی درجہ ہے جس پر وہی حضرات ممتاز اور فائز ہوتے ہیں جنہیں رب العالمین کی رحمت خاصہ نے اس عہدے کیلئے منتخب کر لیا۔ وحی ربانی ان کی خصوصیت خاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے انتخاب ان کا حقیقی امتیاز ہے۔[29]

جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کیخلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک سے ہی جھوٹی نبوت کے دعویدار سامنے آگئے۔ ان کے خلاف خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جہاد کیا۔

اسود عنسی

حضور خاتم الانبیین کے دور مبارک میں اسود عنسی نامی ایک بدبخت نے دعویٰ نبوت کیا تو اس کے قتل کیلئے حضرت فیروز دیلمیؓ کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خصوصی مہم پر یمن روانہ فرمایا جنہوں نے بڑی جدوجہد کے بعد اسود عنسی کو جہنم واصل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے اسود عنسی کے قتل کی خبر ملی تو آپ نے فیروز دیلمیؓ کی

تعریف فرمائی اور جنت الفردوس کی بشارت دی۔ جس رات اسود عنسی قتل ہو گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس طرح خوشخبری سنائی:

> آج رات اسود عنسی کو ایک مبارک خاندان کے ایک مبارک شخص نے قتل کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون شخص ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فیروز، فاز فیروز وہ کامیاب شخص فیروز ہے فیروز۔[30]

اس اطلاع کے ایک دن بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ دوسرے جھوٹوں اور ان کے فتنوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مسیلمہ کذاب

اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں مسیلمہ کذاب نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ بہت سارے لوگ اس کے پیروکار بن گئے۔ آقائے نامدار کی رحلت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھوٹے مدعیان نبوت کیخلاف جہاد کیلئے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل دس ہزار کا ایک لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں بھیجا کہ تحفظ ختم نبوت اور اس کے منکرین کے مرتد اور واجب القتل ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا پہلا اجماع تھا۔ مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کے خلاف وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ مسیلمہ کذاب (قادیانیوں کی طرح) نماز، روزہ پر ایمان رکھتا تھا۔ وہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اپنی جھوٹی نبوت کا بھی مدعی تھا۔ یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر "اشھد ان محمد الرسول اللہ" پکارا جاتا تھا اور خود بھی اس کی تصدیق کرتا تھا۔ اس کے باوجود بغیر مطالبہ معجزات متفقہ طور پر مسیلمہ کذاب کیخلاف جہاد کا اعلان کیا گیا کیونکہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا اعلان کیا تھا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے قطعی طور پر ناقابل برداشت تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک نے بھی مسیلمہ کذاب کیخلاف جہاد سے انکار نہ کیا اور نہ کسی نے یہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، حج اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بہ اجماع مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں کو دعویٰ نبوت کی وجہ سے کافر، مرتد اور واجب القتل سمجھا خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر مشتمل ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جہاد کے لئے یمامہ روانہ فرمایا۔ اس لشکر میں بعض بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شریک ہوئے حالانکہ وہ بہت ضعیف ہو چکے

تھے مگر تحفظ ختم نبوت کی خاطر وہ اس عظیم جہاد میں شریک ہوئے۔ مسیلمہ کذاب کیخلاف اس جہاد میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے جن میں تقریباً سات سو کے قریب حافظ قرآن تھے۔ مسیلمہ کذاب کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے 28 ہزار کے قریب ہلاک ہوئے۔ مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اپنے نیزے سے جہنم واصل کیا۔ مسیلمہ کذاب کی فوج کے باقی لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

سجاح بنت حارث

بنو تمیم کے قبیلہ یربوع سے تعلق رکھنے والی اس عورت نے بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں جھوٹی نبوت کا دعوی کر دیا۔ عراق سے بڑا لشکر ساتھ لائی اور مدینہ پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ پھر مسیلمہ کذاب سے مل گئی اور اس سے نکاح کر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کے خلاف جہاد کیا۔[31]

طلحیہ اسدی

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مرتد ہو گیا تھا اور پھر نبوت کا دعویٰ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کیلئے حضرت ضرار بن ازور کو بھیجا تھا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد اس شخص کا معاملہ انتہائی سنگین ہو گیا اور حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں اس کیخلاف جہاد کیا گیا۔ حضرت خالد بن ولید کے پاس زیادہ سے زیادہ دس ہزار فوج تھی جبکہ دشمن کی چالیس ہزار فوج تیار بیٹھی تھی۔ اس لحاظ سے حضرت خالد بن ولید نے دو پہاڑوں اور محفوظ مقامات آجا اور سلمٰی پر اپنی فوج اتار دی اور پوزیشن سنبھال لی۔ سحری کے وقت بڑا جنگی جھنڈا حضرت زید بن الخطاب کے ہاتھ میں دیا۔ گھمسان کی لڑائی میں حضرت خالد بن ولید شدید زخمی ہوئے۔ بالآخر طلحیہ بھاگتے بھاگتے شام پہنچ گیا۔ عرصہ تک وہاں رہا اور پھر وہاں تائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ البتہ اس کے گرفتار مرتدین کو حضرت خالد بن نے آگ میں جلا دیا۔ بعض مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید کو اس کے سوا کسی اور سزا کا مشورہ دیا۔ لیکن انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیق نے یہ وصیت کی تھی کہ اگر تم ان پر کامیاب ہو جاؤ تو ان کو آگ میں جلا دو۔ ان مرتدین نے اس سے پہلے مسلمانوں کو بھی اس طرح جلایا تھا۔ بعض کو پہاڑیوں سے گرایا تھا۔ بعض کو پتھروں کے درمیان کچلا تھا۔ بطور قصاص ایسا کیا گیا۔[32]

خلاصہ کلام

مندرجہ بالا بحث کا حاصل یہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت ورسالت کی تکمیل ہو چکی ہے اور کسی نئے نبی کے آنے کا شرعی و نقلی اعتبار سے کوئی امکان ہے اور نہ عقل ہی اس کی متقاضی ہے، لہٰذا اب ہر مدعی نبوت کذاب اور دجال شمار ہو گا اور اس کو پیغمبر ماننے والا کافر و مرتد سمجھا جائے گا۔ ختم نبوت کا عقیدہ ایک واضح عقیدہ ہے جسکی طرف خود

فطرت انسانی مائل ہے ،بخلاف اس کے سلسلہ نبوت کا جاری رہنا محتاج دلیل و برہان ہے اور جب تک اس کے اوپر کوئی دلیل نقلی قطعی ویقینی قائم نہ ہو اس وقت تک اجرا نبوت کے امکان یا وقوع کا دعویٰ کرنا ایک مغالطہ ہے جو نقلاً ہی نہیں بلکہ عقلاً بھی نا قابل تسلیم اور گمراہی ہے۔ ختم نبوت سے انکار کا اصل سبب نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے اعتمادی اور ایمان بارسالت کی کمزوری ہے، مقام نبوت سے بے خبری ،دین میں فلسفیانہ طرز فکر ،یہود کی وسوسہ اندازی،ہندوستانی ماحول اور ان کے پراپگینڈے سے تاثر دین سے جہالت اور ناواقفیت ،یہ سب وہ اسباب ہیں جنہوں نے بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں اس عقیدے کے بارے میں شک وشبہ پیدا کر دیا۔ لیکن اوپر کے بیان سے یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہو چکی ہے کہ یہ شک وشبہ بالکل بے بنیاد اور دلیل سے قطعاً محروم و تہی دست ہے، یہ بیماری اپنی پیدا کی ہوئی ہے جس کی ذمہ داری تنہا مریض پر ہے جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے جراثیم دوسروں کے دل و دماغ سے لے کر اپنے دل و دماغ میں داخل کر لئے اور ان کی پرورش کر رہے ہیں۔اس کا علاج بھی انہی کے اختیار میں ہے۔اس زہر کر جس طرح انہوں نے اپنے دل ودماغ پر مسلط کر لیاہے اسی طرح وہ اسے باہر بھی نکال سکتے ہیں۔اگر وہ نہیں نکالتے تو نتائج کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے۔ لیکن مسلمانوں کا خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم محض ادا فرض پر اکتفانہ کریں بلکہ اس مہلک زہر کا کچھ تریاق بھی مہیا کر دیں جو بعض مسلمانوں کی روحانی موت کا باعث ہو رہاہے یعنی ختم نبوت کے عقیدے پر دلائل وبراہین بھی قائم کر دیں جو دینی مسائل میں صحیح نتیجہ پر پہنچاتا ہے اور غیروں کی گمراہ کن تشکیک سے ذہن کو محفوظ رکھتا ہے۔ ہمارا فرض بنتا تھا کہ ہم تردید قادیانیت کے تسلسل کو برقرار رکھتے اور نئی نسل کو اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کرتے،ہماری غفلت وکاہلی سے قادیانیوں نے خوب خوب فائدہ اٹھایااور ہماری نئی نسل جو قادیانی فتنہ کی سنگینی سے لاعلم تھی ،ان کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کے لئے طرح طرح کے حربے آزمائے، کبھی انہیں نوکری کا لالچ دیا، کبھی بیرون ملک سیٹ کرانے کا جھانسہ دیا، کبھی شادی اور اچھے مستقبل کے نام پر ورغلایا،بلکہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے مکمل زور لگایا۔وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے کتب، رسائل، مجلات اور مضامین کا مقابلہ کرایا جو اسی سلسلہ کی کڑی ہے تاکہ مسلمانوں میں ختم نبوت کے لٹریچر کو عام کیا جائے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس اہم اور بابرکت مشن میں ہمیں کامیاب کرے۔اور ہماری اس کاوش کو دنیاو آخرت کی نجات کا باعث بنادے۔ آمین

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

1 الصف 8:61

Al-Ṣaff 61: 8

2 شورش کاشمیری، **تحریک ختم نبوت**،(لاہور: محبوب پرنٹرز، مطبوعات چٹان، 2017)، ص13

Shorash Kashmīrī, Teḥrīk Khatm-e-Nabuwwat, (Lāhaur: Maḥbūb Printers, Maṭbūʿāt Chaṭṭān, 2017), 13

3 الازھری، ابو منصور، محمد بن احمد (م:370ھ)، **تہذیب اللغۃ**(بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 2001ء)، 7/138

Al-Azharī, Abū Manṣūr, Muḥammad bin Aḥmad (m: 370 AH), Tahdhīb al-Lughah, (Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 2001), 7/138

4 الجوہری، إسماعیل بن حماد (م:393ھ)، **الصحاح في اللغۃ العربیۃ**(بیروت: دار العلم للملائین، 1987ء)، 5/1908

Al-Jawharī, Ismāʿīl bin Ḥammād (m: 393 AH), Al-Ṣiḥāḥ fī al-Lughah al-ʿArabīyah, (Bayrūt: Dār al-ʿIlm lil-Malāyīn, 1987), 5/1908

5 ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم (م:711ھ)، **لسان العرب**(بیروت: دار صادر، 1414ھ)، 12/164

Ibn Manẓūr al-Afrīqī, Muḥammad bin Makram (m: 711 AH), Lisān al-ʿArab, (Bayrūt: Dār Ṣādir, 1414 AH), 12/164

6 راغب الاصفہانی، الحسین بن محمد (م:502ھ)، **مفردات القرآن**(بیروت: دار القلم، 1412ھ)، 275

Rāghib al-Aṣfahānī, Al-Ḥusayn bin Muḥammad (m: 502 AH), Mufradāt al-Qurʾān, (Bayrūt: Dār al-Qalam, 1412 AH), 275

7 أیوب بن موسی، أبو البقاء الحنفي (م:1094ھ)، **کلیات ابی البقاء**(بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ)، ص431

Ayyūb bin Mūsā, Abū al-Baqāʾ al-Ḥanafī (m: 1094 AH), Kulliyāt Abī al-Baqāʾ, (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah), 431

8 محمّد مرتضی الحسیني الزّبیدي، **تاج العروس**(ناشر: وزارۃ الإرشاد والأنباء في الکویت، 1422ھ)، 32/48

Muḥammad Murtadhā al-Ḥusaynī al-Zabīdī, Tāj al-ʿArūs, (Nāshir: Wizārat al-Irshād wa al-Anbāʾ fī al-Kuwayt, 1422 AH), 32/48

9 مشتاق احمد چنیوٹی، **تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ**،(ناشر: انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، پاکستان)، ص28

Mushtāq Aḥmad Chinyōṭī, Taḥaffuẓ Khatm-e-Nabuwwat kī Ṣad Sālah Tārīkh, (Nāshir: International Khatm-e-Nabuwwat Movement, Pākistān), 28

[10] احزاب 40:33

Al-Ahzāb, 33: 40

[11] طبری، محمد بن جریر (م:310ھ)، **تفسیر طبری- جامع البیان** (مصر: دار ھجر للطباعۃ والنشر، 1422ھ)، 19/122

Al-Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr (m: 310 AH), Tafsīr al-Ṭabarī - Jāmiʿ al-Bayān, (Miṣr: Dār Hajar li-l-Ṭibāʿah wa al-Nashr, 1422 AH), 19/122

[12] محی السنۃ البغوی، الحسین بن مسعود (م:510ھ)، **معالم التنزیل** (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1420ھ)، 3/645

Muḥyī al-Sunnah al-Baghawī, Al-Ḥusayn bin Masʿūd (m: 510 AH), Maʿālim al-Tanzīl, (Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1420 AH), 3/645

[13] زمخشری، محمود بن عمر بن أحمد الزمخشري (م:538ھ)، **تفسیر کشاف** (بیروت: دار الکتاب العربي، 1407ھ)، 3/544

Al-Zamakhsharī, Maḥmūd bin ʿUmar bin Aḥmad (m: 538 AH), Tafsīr al-Kashshāf, (Bayrūt: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1407 AH), 3/544

[14] آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ (م:1270ھ)، **روح المعانی** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ)، 11/209

Al-Ālūsī, Shihāb al-Dīn Maḥmūd bin ʿAbd Allāh (m: 1270 AH), Rūḥ al-Maʿānī, (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1415 AH), 11/209

[15] المائدہ: 5:3

Al-Mā'idah: 3-5

[16] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر (م:774ھ)، **تفسیر القرآن العظیم- تفسیر ابن کثیر** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1419ھ)، 3/22

Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar (d. 774 AH), Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm - Tafsīr Ibn Kathīr (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH), 3/22

[17] پیر کرم، ازھری، **ضیاء القرآن**: 440/1

Peer Karam, Azhari, Ḍiyā al-Qur'ān: 440/1

[18] ابن حزم الاندلسی، علی بن احمد (م:456ھ)، **الفصل فی الملل والأھواء والنحل** (قاہرہ: مکتبۃ الخانجي)، 1/68

Ibn Ḥazm al-Andalusī, ʿAlī ibn Aḥmad (d. 456 AH), al-Faṣl fī al-Milal wa al-Ahwā' wa al-Niḥal (Cairo: Maktabah al-Khānajī), 1/68

[19] بخاری، محمد بن اسماعیل، امام (م:256ھ)، **صحیح بخاری** (بیروت: دار ابن کثیر، 1414ھ)، **کتاب الانبیاء، باب: ما ذکر عن بني إسرائیل**، حدیث: 3268

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Imām (d. 256 AH), Ṣaḥīḥ Bukhārī (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1414 AH), Kitāb al-Anbiyā', Bāb: Mā Dhukira ʿan Banī Isrā'īl, Ḥadīth: 3268

[20]بخاری، محمد بن اسماعیل، امام(م:256ھ) **صحیح بخاری**(بیروت: دار ابن کثیر، 1414ھ)کتاب الانبیاء، باب: ما ذکر عن بني إسر ائیل، حدیث:3268

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Imām (d. 256 AH), Ṣaḥīḥ Bukhārī (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1414 AH), Kitāb al-Anbiyā', Bāb: Mā Dhukira ʿan Banī Isrā'īl, Ḥadīth: 3268

[21]بخاری، محمد بن اسماعیل، امام(م:256ھ) صحیح بخاری، کتاب المناقب ، باب: خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث:3342

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Imām (d. 256 AH), Ṣaḥīḥ Bukhārī, Kitāb al-Manāqib, Bāb: Khātam al-Nabiyyīn Ṣallá Allāhu ʿalayhi wa sallam, Ḥadīth: 3342

[22]مسلم بن الحجاج، امام(م:261ھ)، **صحیح مسلم**(بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1474ھ)، کتاب المساجد، مواضیع الصلوۃ، حدیث:523

Muslim ibn al-Ḥajjāj, Imām (d. 261 AH), Ṣaḥīḥ Muslim (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʿArabī, 1474 AH), Kitāb al-Masājid, Mawāḍīʿ al-Ṣalāh, Ḥadīth: 523

[23] ترمذی، محمد بن عیسی(م:279ھ)، **سنن ترمذی**(بیروت: دار الغرب الإسلامي، 1996ء)، کتاب الرویا، باب ذهبت النبوۃ، حدیث: 2272

Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā (d. 279 AH), Sunan Tirmidhī (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1996 CE), Kitāb al-Ru'yā, Bāb Dhahabat al-Nubuwwah, Ḥadīth: 2272

[24]مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم۔کتاب الفضائل ، باب اسماء النبی، حدیث:2354

Muslim bin al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Fadā'il, Bāb Asmā' al-Nabiyy, Ḥadīth: 2354

[25] سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، **تفہیم القرآن**، 152-154/4

Sayyid Abū al-Aʿlā Mawdūdī, Tafhīm al-Qur'ān, 152-154/4

[26] مولانا مفتی محمد شفیع، **ضیاء القرآن**، 73/4

Mawlānā Muftī Muḥammad Shafīʿ, Ḍiyā al-Qur'ān, 73/4

[27] ختم النبوت:22، مشمولہ احتساب قادیانیت:340/6

Khatm al-Nubuwwah: 22, Mashmūlah Iḥtisāb Qādiyāniyyah: 340/6

[28]حافظ صلاح الدین یوسف، **خاتم النبیین**، 67

Ḥāfiẓ Ṣalāḥ al-Dīn Yūsuf, Khātim al-Nabiyyīn, 67

[29] مولانا مفتی محمد اسحق صدیقی سندیلوی، اگست 1988، عالمی مجلس احرار بنی ہاشم، ملتان، صفحہ 17

Mawlānā Muftī Muḥammad Isḥāq Ṣiddīqī Sandīlwī, August 1988, ʿĀlamī Majlis Aḥrār Banī Hāshim, Multān, p. 17

[30] ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**، ج6، ص312

Ibn Kathīr, al-Bidāyah wa al-Nihāyah, Vol. 6, p. 312

[31] تحفظ ختم نبوت اہمیت و فضیلت، محمد متین خالد، ناشر: ادارہ تالیفات ختم نبوت، 38 غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، پرنٹر: مو ہر رحمانیہ لاہور، 2008ء، صفحہ نمبر 50

Taḥaffuẓ Khatm al-Nubuwwah Ahamiyyat wa Faḍīlat, Muḥammad Matīn Khālid, Nāshir: Idārah Ta'līfāt Khatm al-Nubuwwah, 38 Ghaznī Street Urdu Bāzār Lahore, Printer: Muhr Raḥmāniyyah Lahore, 2008 CE, p. 50

[32]مولانا مشتاق احمد چنیوٹی، **تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ**، لاہور، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان، اشاعت: مئی 2008ء، صفحہ 27

Mawlānā Mushtāq Aḥmad Chaniyotī, Taḥaffuẓ Khatm al-Nubuwwah kī Ṣad Sālah Tārīkh, Lahore, Nāshir: International Khatm al-Nubuwwah Movement Pakistan, Publication: May 2008 CE, p. 27